دسمبر اب بھی تیرا انتظار ہے

ڈاکٹر ابرار عمر

الرّزاق پبلی کیشنز
207 عرفان چیمبرز 130 ٹمپل روڈ لاہور،
فون: 7238501

ک۔ل

محبت کی عمارت گر گئی ہے
کوئی ملبے پہ بیٹھا رو رہا ہے
ہوا پتوں سے سر ٹکرا رہی ہے
ترے جانے کا ماتم ہو رہا ہے

دسمبر اب بھی تیرا منتظر ہے

ڈاکٹر ابرار عمر

الرّزاق پبلی کیشنز

207 عرفان چیمبرز 130 ٹمپل روڈ لاہور،

فون: 7238501

کتابوں سے دوستی کریں
ہمارے ادارے کی کتابیں
آپ کو نئی دنیا سے
روشناس کرائیں گی
ناشر: احمد جمال الدین

1999ء

سرورق : ایس۔ایم۔فاروق
قیمت : 100 روپے
کمپوزنگ : عمران بٹ
مطبع : عظیم علیم پرنٹرز

شازو اور شارو کے نام

Feet trinketed and Hennaed hands
But a wall between us stands

I shall now close be to her charm
But she as an another's stands

Her tinseled clothes shall not be mine
Though in her eyes my yearing stands

And when but last she looks at me
Within her tears my anguish stands

She very far from me shall go
'Mongst all but this fantasy stands.

دسمبر اب بھی تیرا منتظر ہے

دسمبر اب بھی تیرا منتظر ہے

کیسی عجیب بات ہے کہ ہماری ادبی تاریخ میں ترقی پسند تحریک کے حوالے سے ایک عام خیال یہ پایا جاتا ہے کہ انہوں نے "غم دوراں" پر بہت زور دیا اور غم جاناں" سے صرف نظر کیا اور یہ بھی کہ انہوں نے محبت کی بجائے دوسروں غموں پر توجہ دی مگر جب ہم اپنے زمانے کی عشقیہ شاعری پر نظر ڈالتے ہیں تو ایک بالکل مختلف صورت نظر آتی ہے۔ محبت کی جتنی اچھی نظمیں ترقی پسند فکر سے تعلق رکھنے والے شعراء کے ہاں دیکھنے میں آتی ہیں اس کی مثالیں نسبتاً کم کم ہیں۔ جانے کیوں گزشتہ چند دہائیوں سے ہم اپنے دل کے معاملات کو بیان کرنے سے گریزاں نظر آتے ہیں۔ ایسے میں ڈاکٹر ابرار عمر کی رومانوی شاعری میرے لیے تازہ ہوا کے خوشگوار جھونکے کی حیثیت رکھتی ہے۔ جذبے احساس کے رومانوی موسم سے اظہار کی صورت اختیار کرتے نظر آتے ہیں۔ معصومانہ عشق اور حیرتیں ہوں کہ ہجر و وصل کے دیکھے ان دیکھے خواب' اچھے دنوں کی میٹھی میٹھی یادیں ہوں یا چھوٹے چھوٹے ملال سب گھل مل کر غزلوں میں اور نظموں میں شاعر کے دل کی طرح دھڑکنے لگتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سچی شاعری میں جذبے کی لگن گہری ہو تو اظہار بھی نکھر جاتا ہے۔ ڈاکٹر ابرار عمر کے تخلیقی سفر کا یہ خوشگوار موسم آنے والے دنوں میں اور بھی زیادہ بار آور اور ثمربار ہوگا۔ مجھے اس کا پورا یقین ہے۔

افتخار عارف

سفر آغاز کرتے ہیں

ہسپتال کے سامنے ٹیکسی کی فرنٹ سیٹ سے اترتے ہوئے' جب میں دروازے کو Push کر رہا تھا تو شاید میں زندہ رہنے کی آخری کوشش کر رہا تھا۔ اس سے پہلے میں نے کچھ نئے کپڑے خریدے تھے اور پندرہ بیس روز سائیکلنگ بھی کی تھی۔ شہر کے کونوں کھدروں میں زندگی کو ڈھونڈا مگر Suicidal Ideas میرے خون میں دوڑ رہے تھے۔ موت میرے لیے واضح ہوتی جا رہی تھی۔ ہارمونیم پر ہاتھ رکھا تو اس کے سر غائب تھے۔ سورج کو غور سے دیکھا' چاند کو منانے کی کوشش کی' پھولوں سے باتیں کیں مگر۔۔۔ اپنی محبت کو فون کر کے جینے کا جواز ڈھونڈھنا چاہا مگر نہ ملا۔ یہی وقت تھا جب ندیم نے مجھے بتایا کہ تمہیں Major Depressive Illness ہے.................

کہانی اس بچے کی ہے جو صدیوں پہلے اپنے گاؤں کے گھر کے چھوٹے گیٹ کے سامنے صحن میں نیکر پہن کر لیتا' سردیوں کی تقریباً سہ پہر کو اپنی ماں سے پوچھ رہا تھا' زندگی مشکل کیوں ہے؟۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ میں ایک Born Artist ہوں موسیقی اور شاعری میری روح میں کہیں تھی۔ کچھ کتابوں' کچھ رشتوں اور کچھ چہروں نے بڑی حد تک اس کرب کو تنظیم کیا جو میرے اظہار کے لیے شاید ضروری تھا۔ میں نے اپنے لڑکپن اور اوائل جوانی میں اظہار سے فرار کیا اور اس طرح چاند' سورج' بادل' بارش' برف' پہاڑوں اور انسانوں کے ساتھ بددیانتی کا مرتکب

ٹھہرا۔ میں سوچتا تھا کہ خود کو تسلیم کر لیا تو بکھر جاؤں گا۔ ہوا یہ کہ میں نے بکھرنے کے بعد خود کو تسلیم کیا.........................

....

وہ مجھے زندہ رکھنے کے لیے بجلی کے جھٹکے دے رہے تھے اور میں موت مانگ رہا تھا۔ میں Suicide کے گناہ کا مرتکب نہیں ہونا چاہتا تھا۔ میری خواہش اس موت کی تھی جس کا فیصلہ اوپر ہوتا میں نہ کرتا مگر اوپر خاموشی تھی' طویل خاموشی شاید ہزاروں سالوں پہ محیط' مگر اس طویل خاموشی سے زندگی کو نکلنا تھا۔ بھرپور شاعری والی زندگی' موسیقی والی زندگی زندگی سے محبت کرنے والی زندگی' رونے اور رونے والوں سے پیار کرنے والی زندگی' زندگی جہاں ہنسی آنسوؤں میں اور آنسو ہنسی میں ڈھلتے دیر نہیں لگاتے۔ کیفیات کا امتزاج ایک عجیب کیفیت کو جنم دیتا ہے۔ کبھی موسیقی شاعری میں اور کبھی شاعری موسیقی میں ڈھل جاتی ہے اور اگر آواز کا سہارا مل جائے تو عمریں مختصر لگتی ہیں.........................

گل نستر کے تنے کے نچلے حصے کی چھال اتری ہوئی تھی۔ وہ کالے کپڑوں میں ملبوس عین اس حصے کے سامنے بیٹھی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ مجھے کالا لباس پسند ہے۔ وہ اکثر مجھے پوچھتی "آپ کو کالا رنگ آخر کیوں پسند ہے؟" اسے خبر نہیں تھی کہ کچھ چیزیں جنم کے ساتھ منسلک ہوتی ہیں......................... وہ کسی اور طرح سے بھٹکی ہوئی تھی اور میں کسی اور طرح سے۔ ہماری ضرورت ہمیں ایک دوسرے کے بہت قریب لے آئی......................... وہ رو رہی تھی اور میں اس کے آنسوؤں سے زندگی لکھ رہا تھا۔-- اس کی باتوں کے پیچھے ایک کرب تھا میں غم شناس تھا مجھے محبت ہوگئی.........................

گلابوں کا موسم تھا۔ ہم اس درخت سے کچھ فاصلے پر اسپریا نامی سفید پھولوں والے گھنیرے درخت نما پودے کے نیچے بیٹھے ہوئے صحن مستقبل میں جھانک رہے تھے۔ اس روز وہ میرے لیے کچھ کھانے کے لیے بھی لائی تھی--- آس پاس گلابوں کے بے شمار پھول تھے مگر کالا گلاب کہیں نہیں تھا۔ میں اس کو ڈھونڈھتا رہا

اور وہ چلی گئی--- اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا' اندھیرے کا رنگ ہمیشہ کالا ہوتا ہے مگر جب چاند ہو تو............. مگر چاند تو اپنا اپنا ہوتا ہے--- ہر کسی کا اپنا--- میرا چاند چلا گیا...

میں اور آپ جس بستی کے مکین ہیں وہاں چشم نم سے اشک بھی ڈر ڈر کے بہتے ہیں۔ معصوم راہی خود محافظ کے ہاتھوں لٹتے ہیں۔ نظاروں کو لوگ آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔ جینے کی گھڑیاں کشکول میں ملتی ہیں۔ دانائیاں اس کی ہیں جس کے پاس پیسہ ہے۔ ایسی بستی کے فنکار کا اظہار اپنے اور اپنے لوگوں کے ان دکھوں سے ماورا کیسے ہو سکتا ہے۔ اس امید کے ساتھ کہ محبت کا کوئی سورج اس بستی میں ضرور طلوع ہو گا۔ سفر آغاز کرتے ہیں۔

Dr. ABRAR OMER
C/O SALMAN
BI-1366 Muslim Town
Rawalpindi

کچھ باتیں اور

نوجوان شعراء نے پچھلی دہائی میں فن شاعری میں اجتہاد کر کے جو خوبصورت تخلیقات دی ہیں انہوں نے قاری کو حبس کی کیفیت سے باہر نکال دیا ہے۔ لفظوں کے مناسب استعمال اور اوزان کے حوالے سے محتاط رویہ ضروری ہے' مگر اس حد تک قید جو Creativity کو نقصان پہنچائے مجھے پسند نہیں۔ بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن کو ویسے ہی باندھنے کی ضرورت ہے۔ جیسے وہ بولے جاتے ہیں تاکہ قاری پڑھتے وقت بے وزنی کی کیفیت کا شکار نہ ہو۔ میرے نزدیک قاری بہت اہم ہے۔ آج کے قاری کو اگر ہم نے گزرے ہوئے کل کی باتیں گزرے ہوئے لوگوں کی طرح بتانا جاری رکھیں تو اس کے پاس بھٹک جانے کے لیے بہت راستے ہیں--- نئے انسان کے مسائل اور زبانوں کے بدلتے ہوئے رجحانات تقاضا کرتے ہیں کہ اظہار کے اندر بھی روح عصر ہو۔ اس سلسلے میں میں اپنے Contempraries کو Appreciate کرتا ہوں--- تنقید اگر تخلیق کا معیار بہتر بنائے تو شاہکار ساز ہوتی ہے اور اگر تخلیق گلا گھونٹنے کے درپے ہو تو بے رحمی ہے--- مجھے خوشی ہے کہ تخلیق کے عمل کو روکنے والی قوتیں دم توڑ رہی ہیں اور اظہار اور بے انداز اظہار دونوں میں آزادی کے دن آ گئے ہیں۔

برف کا سورج

دسمبر کے مہینے میں
مری کے ایک رستے پر
تمہارے شوخ ہاتھوں نے
چمکتی برف سے جو ریشمی سورج بنایا تھا
وہ میری گرم راتوں کو
ابھی تک ٹھنڈی میٹھی روشنی کا
چاند دیتا ہے

"تمہارے بغیر"

شہر آزار کو کھلتی ہوئی کھڑکی کی تھکن
میری آنکھوں کو بھگوتی ہوئی آوارہ ہوا ـــــ
دوش دیوار پہ بیزار گھڑی کی ٹک ٹک
میرے انجام پہ روتا ہوا انسانوں کا بستار
پینٹ اکھڑی ہوئی دیوار پہ تیری تصویر
ٹوٹی الماری میں بکھرے ہوئے چاہت کے نقوش
رات کے حسن پہ پھیلا ہوا یادوں کا غبار
رقص کرتی ہوئی تنہائی کے پیاسے سائے
میں اکیلا ہوں مگر پھر بھی اکیلا تو نہیں

۱

۷ "ایک یاد"

لپٹی ہوئی تھی آنکھ سے اس کے بدن کی اپیل
مہکا رہے تھے ذہن کو سرگوشیوں کے پھول
گدگدائی چاندنی میں وہ اجلی شرارتیں
صدیوں کی برف توڑ گئیں چند ساعتیں
آواز اس کی اوڑھ کر پھر سو گئے تھے ہم
ان دیکھی گہری وادیوں میں کھو گئے تھے ہم

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــے ”دسمبر اب بھی تیرا منتظر ہے“

وہ لمحے
سوچ کی دہلیز پر ٹھہرے ہوئے ہیں
دسمبر کے مہینے میں
ہزاروں سال پہلے جب
ترے وعدے کے ہونٹوں نے
مری آنکھوں سے بہتی زندگی کے ہاتھ چومے تھے
مری بے رنگ باتوں کے کنارے
تم نے خوابوں کے سہارے اور اشکوں کے ستارے رکھ دیئے تھے
اور
ہوا کو اپنی چاہت کی حفاظت کا اشارہ کر دیا تھا
ہوا کی خنکیوں میں اب بھی تیری نرم باتیں
آہٹوں کا جال بنتی ہیں
سماعت اب بھی تیرے قہقہوں کا شور سنتی ہے

خیال اب تک تمہاری انگلیوں سے
میرے دل کے سرخ آنسو پونچھتا ہے
نگاہیں برف کے پھیلے چمکتے کینوس پر جا بجا
تیری رفاقت کی ضرورت پینٹ کرتی ہیں
ٹھٹھرتے پانیوں کے تن پہ بکھری دھوپ
تیرا ہجر روتی ہے
کہاں ہوتی ہے تو
محبت کی سلگتی رہ گزاروں کے کناروں پر
دسمبر اب بھی تیرا منتظر ہے

مجھے آغاز کا دکھ ہے
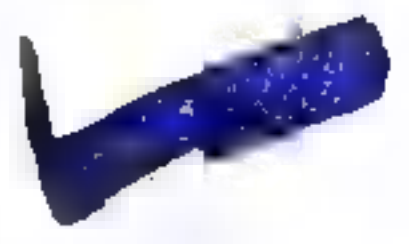
ترے کمرے میں بکھرے کانچ کے برتن بتاتے ہیں
کہ کوئی خواب ٹوٹا ہے
کتابوں پر پڑے گلدان کے ٹکڑوں میں
پھولوں کی کہانی ہے
جو تم نے رات کے پچھلے پہر
اک خوبرو مہمان کی خاطر سجائے تھے
تمہارے بیگ کی زِپ بھی کھلی ہے
اور تمہارا پرس بھی
کھونٹی پہ الٹا ایسے لٹکا ہے
کہ جیسے کوئی چمگادڑ
سحر کی روشنی سے خوف کھا کر آسمان کو گھورتی ہے
دھوئیں کے بادلوں کی زد میں ہوتے ریشمی کپڑے
مری آنکھوں نے دیکھے ہیں

ترے نیکلس کے کچھ موتی

ترے باہر کے دروازے کی چوکھٹ پر

مرے پاؤں کے نیچے آ رہے تھے

یہ وہی پاؤں ہیں جو تیری محبت میں

فقط محو سفر ہیں

ترے انجام کا مجھ کو پتہ تھا!

مجھے آغاز کا دکھ ہے

○

جوانی جب محبت کے ادھورے گیت گاتی ہے تمہاری یاد آتی ہے
اداسی ساری ساری رات جب مجھ کو جگاتی ہے تمہاری یاد آتی ہے

میں اپنے دل کی دھڑکن کی صدائیں سن کے گھبراہٹ میں کمرہ چھوڑ دیتا ہوں
کوئی آواز ہے جو میرے پیچھے پیچھے آتی ہے تمہاری یاد آتی ہے

ہمارے گھر کے آنگن میں طلوع شام کا منظر بڑا دلدوز ہوتا ہے
ہوا جب زرد پتوں کو "بکھر جانا" سناتی ہے تمہاری یاد آتی ہے

گلابوں جیسی آنکھیں جب محبت کے سفر پر اپنا پہلا پاؤں دھرتی ہیں
مرے دل میں پرانی اک دعا آنسو بہاتی ہے تمہاری یاد آتی ہے

تمہارے قرب میں بیتے ہوئے کچھ ریشمی لمحے مرے خوابوں میں آتے ہیں
تو ایسے میں تری آواز ہی مجھ کو جگاتی ہے تمہاری یاد آتی ہے

سلگتے موسموں کی بے اماں دوپہر کو خوشبو جب انجانے سے خدشے سے
سسکتے بے گنہ پھولوں کو تنہا چھوڑ جاتی ہے تمہاری یاد آتی ہے

محبت

محبت دشت فرقت میں

بنا رخت سفر چلتے کسی محبوب کے دل سے نکلتا ایک نوحہ ہے

محبت راستوں کے جال میں بھٹکا ہوا راہی

کسی کے بام پر ٹھہرا ہوا اک اجنبی چہرہ

محبت خواب بن جائے تو تعبیریں نہیں ملتیں

محبت ایک بارش ہے

جو اک اک بوند کر کے تن سے من میں جب اترتی ہے

سریلے ساز بجتے ہیں

انوکھے باب کھلتے ہیں

محبت کرنے والے تو فصیل جاں کو داؤ پر لگا کر بات کرتے ہیں

وہ کانٹوں کی زمینوں پر بھی ننگے پاؤں چلتے ہیں

محبت ایک سرگوشی

کسی فنکار کے ہاتھوں سے چھڑتا بے خودی کا راگ

محبت بارشوں کے موسموں میں یاد کی کلیاں
محبت جلتے تپتے راستوں پر پھیلتا سایہ
محبت اک قضا بن کر بھی آتی ہے
کئی لوگوں کے جیون میں
محبت مرگ گل بھی ہے
محبت پیاس کی صورت
اک ایسی پیاس کی صورت
کبھی جو بجھ نہیں پاتی
محبت اک اداسی ہے
بلا کی خامشی بھی ہے
محبت موسموں کو حسن کا پیغام دیتی ہے
محبت چاہنے والوں کو یہ انعام دیتی ہے
قبولیت کے دروازوں پہ مہکی اک دعا بھی ہے
محبت اک سزا بھی ہے
محبت بہت جھروں کا نام
محبت اک سلگتی شام

محبت

محبت حسن کی بارات
محبت درد کی سوغات
محبت تتلیوں کے رنگ میں ڈوبا ہوا نغمہ
محبت رات کی تنہائی میں باتیں سناتی ہے
محبت گیت گاتی ہے
محبت چلمنوں کے پیچھے چھپتا ایک چہرہ ہے
محبت ایک دیوانے کے چہرے کا وہ سہرا ہے
جسے اقرار نے باندھا
محبت پارسائی ہے
محبت ہی خدائی ہے
محبت درد کی آغوش میں پلتا ہوا نوحہ
محبت عشق کی دہلیز پر ٹھہرا ہوا بادل
محبت ایک رستہ ہے

گھنیرے جنگلوں کے بیچ سے تنہا گزرنے کا
محبت منجمد تاریک رستوں کا سہارا ہے
محبت دھیرے دھیرے دل کے آنگن میں اترتی ہے
کسی کے ساتھ بیتے ایک لمحے کو ترستی ہے
محبت خود پہ ہنستی ہے
محبت فیصلہ ہے فاصلوں سے پیار کرنے کا
کسی سے دور رہ کر بھی کسی کے پاس رہنے کا
محبت عالم گل میں صبا کا ایک جھونکا ہے
محبت گرم موسم میں خنک سا ایک جذبہ ہے
محبت کالی راتوں میں چمکتا ایک سپنا ہے
محبت اونچے نیچے راستوں کا اک سفر بھی ہے
محبت ایک صحرا ہے محبت ایک گھر بھی ہے

اگر یہ فاصلہ جو درمیاں ہے دور ہو جاتا
ترا ہنسنا ترا رونا مجھے مقدور ہو جاتا
تو تم سے بات کرنے کے کئی امکان ہو جاتے
جو باہم رابطے مشکل ہیں وہ آسان ہو جاتے
مرے دل میں کمی سی ہے ہمیشہ ساتھ رہتی ہے
اگر تم پاس رہتے تو محبت ہو بھی سکتی تھی

مجھے اس سے محبت ہے

میرا آدرش بس یہ ہے
میری باتیں اسے منزل پہ پہنچا دیں
وہ منزل جس پہ اس کی حیثیت آزاد ہو
اس کو کوئی خوف نہ خطرہ نہ ہو
زمانے کے اصولوں دوسروں کے فیصلوں سے ماورا
اک ایسی شخصیت
جسے مجھ سے محبت ہو
جسے خود سے محبت ہو
ہزاروں زاویوں سے اس کی شخصیت میں شامل ہو کے
اس کو میں کئی رنگوں میں رنگ ڈالوں
مری نظمیں مری غزلیں اسے ہیرا بنا دیں
وہ مرے گیتوں کو سن سن کر
ہنسے روئے
وہ مجھ سے دور رہ کر بھی
مجھے محسوس کرنے کے ہر اک انداز سے گزرے

کبھی ایسا بھی ہو جائے
وہ اپنی بے پناہ مصروفیت سے کچھ دنوں کے واسطے

میرے لیے اپنے لیے کچھ وقت لے آئے
کسی خاموش ریستوران کے اندر
وہ کچھ پل کیٹس اور پھر بائرن پر بات کرکے
مجھ کو Beatles کے کسی مسحور گانے کا حوالہ دے
وہ تھامس ہارڈی کے Tess پر کچھ اس انداز سے باتیں کرے
میری نگہ نمناک ہو جائے
مرا غم کتنا گہرا ہے
میں کتنی مشکلوں سے منزلوں کو چھو سکا ہوں
اس کو یہ ادراک ہو جائے

کسی بل کھاتی پگڈنڈی پہ
پھولوں سے لدے پیڑوں
سنہری رات میں کرنوں کی برساتوں کو جب وہ غور سے دیکھے
میں اس کو غور سے دیکھوں
جھکے بادل کے سائے میں کسی برفیلے رستے پر
کسی مچلے ہوئے جذبے پہ
کچھ پل بات کرکے وہ
ذرا سا روئے پھر ہنس دے
وہ اپنی بے پنہ مصروفیت سے کچھ دنوں کے واسطے
میرے لیے اپنے لیے کچھ وقت لے آئے
ہری رت میں گھنے اشجار میں بہتی ہوئی

ندی کے سائے میں
وہ مجھ سے بات کر لے
اور
مجھے بے سمت آمد کی خبر کا سایہ دے کر پھر
کسی بے نام رستے پر نکل جائے
ہمیشہ دور رہنے کے لیے لیکن
وہ مجھ سے دور ناں جائے
ہمیشہ پاس رہنے کے لیے لیکن
وہ میرے پاس ناں آئے
اگر وہ دور جائے گی تو مجھ کو بھول جائے گی
اگر وہ پاس آئے گی تو مجھ سے ٹوٹ جائے گی
اسے پانے نہ پانے کی یہ کیفیت
مرا انجام ہو جائے
سفر بے نام ہو جائے
مجھے بس یاد رہنے کے لیے
اس سے محبت ہے
مجھے اس سے محبت ہے

○

اب کبھی ناں محبتیں ہوں گی
ہر کسی سے شکائتیں ہوں گی

جن کو چاہا نہیں گیا یارو
ایسی کتنی ہی صورتیں ہوں گی

مجھ کو دیکھا ہوا نے تیرے ساتھ
اب قیامت کی بارشیں ہوں گی

اس کو بھی چاند سے محبت ہے
اس کے دل میں بھی حسرتیں ہوں گی

زندگی کے کٹھن سفر میں عمرؔ
اس کو میری ضرورتیں ہوں گی

NEW YEAR CARD

اک سال کے آخر میں
اک سال کی آمد کی
تم خبر سناتے ہو
یوں پیار جتاتے ہو
وہ سال کب آئے گا
جب اپنی آمد کی
تم خبر سناؤ گے
یوں پیار جتاؤ گے

محبت جب نئے محور پہ آئے گی

محبت جب نئے محور پہ آئے گی
تو اپنے آپ کو ڈھونڈو گے، تم بھی پھر
کسی روتی ہوئی تصویر کے اجڑے نظارے میں
کنار شام ساگر کے کنارے پر
زمیں میں دفن ہوتے ریشمی سورج کی حالت کے اشارے میں
کسی ٹوٹے ہوئے دل میں
کبھی بنجر زمینوں کی طرف چلتے
کسی خاموش رستے پر
سمے کی آگ میں جل کر فنا ہوتے سوالوں میں
محبت کے تصور کے کئی مردہ حوالوں میں
کسی ٹوٹے ہوئے مندر یا بوڑھے سائے میں

جو دھوپ سے لڑنے سے قاصر ہے

محبت جب نئے محور پہ آئے گی

کئی سمتوں میں یہ تحلیل ہو گی

اور اپنے آپ کو ڈھونڈ ے گے

تم بھی پھر

سلگتی دھوپ میں پھولوں کی رنگت کی پکاروں میں

یا ساحل سے گریزاں ہوتی لہروں کے اشارون میں

یا ان لوگوں کی حالت میں

جنہیں شوق سفر نے مستقل تنہائیاں ہی دیں

محبت جب نئے محور پہ آئے گی

یہ ممکن ہے کہ تم خود کو

کسی صحرا کی جانب ڈھونڈنے نکلو

○

ایک دریا کو راستہ دے کر
ایک صحرا نے خودکشی کر لی

"تمہاری برتھ ڈے پر"

تمہاری برتھ ڈے پر
کونسا تحفہ تمہیں بھیجوں
مری چشم تصور مختلف سے رنگ کی اک نیل پالش
اور مچلتے شیڈ کی اک لپ سٹک کو
مسکراتی چوڑیوں کے سائے سائے دیکھتی ہے
کبھی میں سوچتا ہوں
شہر کے فیشن زدہ بوتیک سے
کچھ نت نئے انداز کے کپڑے خریدوں
اور تم کو بھیج دوں
ذرا سی دیر میں یہ دل مرا یہ مضطرب دل
میری انگلی کو پکڑ کے

شہر کی سب سے مزین شاپ کا منظر دکھاتا ہے
جہاں پر بے شمار انٹیک نظروں کو لبھاتے ہیں
یہی وہ شاپ ہے جس سے ہزاروں سال پہلے
میں نے تیرے جیسی اک لڑکی کی خاطر
وصل کے تحفے خریدے تھے
مگر اب میں
پرانی خواہشوں کی قبر کے پہلو میں بیٹھا
سوچتا ہوں
مرا غم بھی کسی انٹیک سے کم تو نہیں ہے
تمہاری برتھ ڈے پر
تم کو اپنے دائمی غم کا اندھیرا بھیج دیتا ہوں
یہ ممکن ہے کہ تم اس پر
محبت کے ستارے ٹانک دو

اوک میں سویا ہوا سوال

تمہیں میری محبت کی قسم مجھ کو بتا دو نا!
تمہارے پہلے پہلے ریشمی جذبوں کو
چھونے والا ساحر کون تھا
تمہارا استعارا کون تھا
تمہارے شہر میں جھکا ہوا کوئی اجنبی سورج
تمہارے حزن میں پلتا ہوا کوئی نرگیں لمحہ
کوئی تارہ جو امکاں کے افق پر بارہا چمکا
تمہارے شہر سے گزرا ہوا کوئی بے کراں دریا
شکستہ لوح پر لکھا ہوا پھولوں کا موسم
یا کنارِ شب اندھیرے کو فنا کرتا ہوا
اک ریشمی ہالا

کئی برسوں سے جس نے نیند کو لوٹا
تمہارے برج کی وہ رقص کرتی آخری خواہش؟
بتا دو کون تھا؟
جس نے تمہارے زندگی بھر کے سوالوں کو
دعاؤں کے مہکتے سلسلوں کو
وقت کے دل پر سجانے کی قسم دی تھی
تمہیں میری محبت کی قسم مجھ کو بتا دو
وہ اشارہ کون تھا
جس نے تمہیں منزل کے پہلو میں
چمکتے آئینے دکھلا دیئے تھے
جن میں تیری شکل رنگوں میں بدلتی تھی
کنارا کون تھا جس کی ہواؤں نے
تمہیں اک اجنبی ساگر میں
گھل جانے کی خواہش دی
تمہیں میری محبت کی قسم
مجھ کو بتا دو نا

○

تمہارے بعد بھی ہم نے یہ سلسلہ رکھا
تمام شہر کے لوگوں سے رابطہ رکھا

نجانے کب کوئی ہم کو وہ بات بتلا دے
قریب رہ کے بھی جس نے ہمیں جدا رکھا

تمہاری شکل میں دیکھا ہے اپنی صورت کو
تمہارا نام تبھی ہم نے آئنہ رکھا

وہ کون تھی

وہ خواب تھی ایک واہمہ تھی
کہ صرف میرا خیال تھی وہ
وہ دور رہتی یا پاس رہتی
مرے خیالوں میں مستقل وہ بہار جیسا مقام رکھتی
وہ جب بھی مجھ کو سلام لکھتی
محبتوں کا پیام لکھتی
تو یہ بھی لکھتی
خیال رکھنا
تمہارے جذبے مری امانت ہیں
یہ امانت سنبھال رکھنا
مجھی کو چاہو مجھی سے رکھو
تمام رشتے تمام ناطے
تمام گھڑیاں تمام باتیں تمہاری میری ہی سلطنت ہیں
یہ چاندنی کی حسین راتیں
مرے خیالوں میں تم گزارو

دھنک کے سارے حسین رنگ اور
مستیاں جو بہار کی ہیں
حکایتیں جو نکھار کی ہیں
ضرورتیں جو قرار کی ہیں
شرارتیں ہیں ہواؤں کی جو
بغاوتیں ہیں جو بادلوں کی
یہ تتلیوں کی حسین نازک ادائیں جو بھی ہے فلسفہ سا
مجھی پہ سب کچھ نثار کرنا
مجھی سے تم جان پیار کرنا
سنو کبھی تم گنوا نہ دینا
وفاؤں کا وہ حسین موتی
جو تم نے مجھ سے چرا لیا ہے
مجھے کبھی تم بھلا نہ دینا
ہزار راہیں ہیں زندگی کی
ہزار سمتیں ہیں راستوں کی
کہیں کبھی تم بھٹک نہ جانا"
وہ خواب تھی ایک واہمہ تھی
یا صرف میرا خیال تھی وہ
وہ کون تھی

ہوا سے سوال

سبھی کہتے ہیں
جاتے وقت اس کی ساری تاویلیں
مرے ہی پیار میں ملبوس تھیں
تو پھر وہ لوٹا کیوں نہیں
ہائے وہ میرے مسئلے کی روح تک کو جانتا تھا
زندگی میرے لیے کچھ مختلف ہے مانتا تھا
اب پرانے ڈر کے جالے ذہن و دل سے کون دھوئے گا
مجھے اب کون روئے گا
بکھرتی زندگی کی بن بیاہی خواہشیں
اب چیونٹیاں بن کر
مرے کل کے تصور کے بدن کی ہڈیاں تک کھا رہی ہیں
اور نہ جانے اب یہ سانسیں بھی کہاں سے آ رہی ہیں
سبھی کہتے ہیں
جاتے وقت اس کی ساری تاویلیں
مرے ہی پیار میں ملبوس تھیں
تو پھر وہ لوٹا کیوں نہیں
بولو وہ لوٹا کیوں نہیں ہے؟

میں اپنا ہجر رونا چاہتا ہوں

میں تیرے ہاتھ پر مسلا ہوا دل رکھ کے
اپنا ہجر رونا چاہتا ہوں
سمے کے پھیلتے ساگر میں میرے گمشدہ جیون کا دکھ
تیرے سہارے کا کنارہ چاہتا ہے
مجھے معلوم ہے تو وہ کبھی بھی ہو نہیں سکتی
مگر میں نے شباہت کی محبت میں
مسیحائی کو ڈھونڈا ہے
تبھی تیرے سواگت میں
بصارت حوصلے کے خواب بنتی ہے
کئی بے شکل آوازوں سے شل میری سماعت
تیرے ملنے کے خیالوں سے بہکتی ہے

مری سوچوں کے جنگل کے اندھیرے میں
کسی بھی عارضی ممکن کی مشعل کی ضرورت ہے
جو میرے درد کی شدت میں
شاید کچھ کمی کر دے
مجھے معلوم ہے ہاری وفا سرطان کی صورت
بدن اور روح میں جب پھیل جاتی ہے
اداسی موت کا آغاز گاتی ہے
مگر میں نے شباہت کی محبت میں
مسیحائی کو ڈھونڈا ہے
مسیحائی جو میری موت کو آسان کر دے

مری کے مال پر

سفر سے پہلے کا سارا خیال جھوٹ ہوا
کوئی تمنا ہے جیتی ہے اور مرتی ہے——
مری کے مال پہ ویرانی رقص کرتی ہے

تمہاری یاد آتی ہے

تمہاری یاد آتی ہے
اندھیری رات کو جب آسماں پر
بجلیاں حرف محبت نقش کرتی ہیں
کسی ناکام ساعت جب
ہمارا دل شکستہ کہ حوصلے کا نوحہ گاتا ہے
نئی ہجرت ہماری زندگی کی تازہ مجبوری کے آنگن میں
سیہ خیمہ لگاتی ہے تو ایسے میں
تمہاری یاد آتی ہے
تمہاری یاد آتی ہے
کبھی آباد سڑکوں کے کناروں پر
کبھی مقتول جذبوں کے مزاروں پر

کبھی بنجر زمینوں پر
کنار شب زمیں میں دفن ہوتے
ریشمی سورج کی حالت کے اشارے پر
جدائی کے کنارے پر
کہیں موسم بدل جائے
کبھی جو ساز مل جائے
کبھی جو گیت بن جائے
کبھی سنگیت چھن جائے
محبت ساز لمحوں میں
بہت ناراض لمحوں میں
زمانے کے سوالوں میں
حفاظت کے خیالوں میں
تمہاری یاد آتی ہے
جب آدھے راستوں پر جا کے منزل بھول جاتی ہے
تمہاری یاد آتی ہے

○

سورج پل پل چھپتا اور نکلتا ہے
دن مجھ پر افسوس سے آنکھیں ملتا ہے

دھند

انہی موسموں میں
ہماری ضرورت کے پل نے
محبت کے مہکے ہوئے شہر کے راستوں سے
سفر بھر دیا تھا
دکھوں سے بھری زندگی شانت ہو کر
رفاقت کی ساری رسومات کے سکھ سے
لپٹی ہوئی مسکراتی ہوئی جی رہی تھی
امیدوں میں لپٹے ہوئے قہقہے
روشنی کے سفر کا اشارہ بنے تھے
مگر یہ خوشی موت سے حاملہ اک اداسی کی ماں تھی
انہی موسموں میں

بدلتے ہوئے راستوں سے خیالوں کی مرغابیاں ڈر گئیں
تو سبھی خواہشیں مر گئیں
نارسائی کے کیچڑ میں دھنستی ہوئی زندگی کی
زباں تھک گئی
اداسی نے اب موت کے Monster کو
مرے نیلے کمرے کی دیوار کے دل پہ ٹانکا ہوا ہے
میں ناراض موسم میں
انجام کے بیڈ پہ بیٹھا ہوا مختصر ہو رہا ہوں
میں اب سو رہا ہوں
میں اب ـــ سو ـــ رہا ہوں ـــ

سانحہ

اس لڑکی کے ہاتھ کے دل میں
پچھلی رات کا وعدہ تھا
اور آنکھوں میں
آنے والی رات کی گہری پرچھائیں

موون لائٹ ☆

مال روڈ کے گرد غبار میں ڈھلتی اجڑی شام
ناموں والے شہر کے اندر
میں بے گھر بے نام
بیتے وقت کا بوجھ اٹھائے
چلتے چلتے جب لاہور کے دل تک پہنچا
دھکے کھاتے میں نے ایک قطار میں ٹکٹ خریدا
اور پھر اپنے بوجھ کو پل دو پل کی خاطر
نیچے رکھا
ترسی آنکھیں ننگی آوازوں کے نشے میں گم تھیں
لوگوں کے دکھ انجانے جسموں کی صورت
خوشیاں بن کر رقص میں تھے

میرے دکھ بھی ان جیسے تھے
میں بھی اپنی خوشیاں دیکھ کے خوش تھا
لیکن
مون لائٹ سے باہر رات بہت ویران تھی
شام سے بھی ویران
میری ذات کے اندھیاروں سے
آسمان پہ پھیلی کالی چادر تک ویران

☆ لاہور کا ایک سینما

"یہ کس کی یاد ہے"

زمیں پہ سایہ شب جب بھی سانس لینے لگے
اداسیاں لئے آتی ہیں درد کی دستک
کبھی جو رت جگے میں جسم کروٹیں بدلے
تو صحن دل میں کسی دکھ کی قبر ہلتی ہے
کبھی جو چاند گھٹاؤں کی زد میں آ جائے
فلک کو دیکھتے ہی آنکھ رونے لگتی ہے
کبھی جو تیز ہوا بارشوں کو لے آئے
ہزار وسوسے سانسوں میں رقص کرتے ہیں
یہ کس کی یاد ہے
در و دوار پہ دائم ہے کون سا قصہ
میں جانتا ہوں مگر جانتا نہیں ہوں میں

○

اس کے ہاتھوں پہ حنا پاؤں میں پائل ہوگی
ایک دیوار مگر بیچ میں حائل ہوگی

اس کے جلووں کے بہت پاس میں ہوں گا لیکن
وہ کسی اور کی تقدیر کا حاصل ہوگی

سرخ کپڑوں پہ سجے تار نہ ہوں گے میرے
اس کی آنکھوں میں مرے پیار کی جھلمل ہوگی

جاتے جاتے وہ مجھے پیار سے دیکھے گی جب
روتے روتے وہ مری روح میں شامل ہوگی

مجھ سے وہ دور بہت دور چلی جائے گی
یہ کہانی بھی سر بزم مکمل ہوگی

عجیب رستے ہیں زندگی

عجب رستے ہیں زندگی کے
وہ جو بہاروں کی آبرو تھا
ہزار رنگوں کی جستجو تھا
زمانے بھر میں عزیز کہہ کر
محبتوں کا امین کہہ کر
وہ جس کو پونم کا چاند کہہ کر پکارتے تھے
وہ خود فریبی میں کھو کر اپنی تمام سمتوں کو خود ہی بھولا
اب اس کے چہرے پہ اجنبیت ہے
اس کی باتوں میں دوستی کے عظیم بندھن کے ٹوٹنے کی عجب خبر ہے
عجیب رستے ہیں زندگی کے
کہ ہم نے جو بھی خیال دل میں سجائے رکھے

وہ خواب بن کر بکھر گئے ہیں
سوال جسم اور جان کے جو بچائے رکھے
جواب کے اب بھی منتظر ہیں
شکائتوں کا حساب ہوگا
ہم اپنے خوں سے لکھیں گے اب ایک ایسا نغمہ
کہ جس کا عنوان سراب ہوگا
جو ذہن و دل کے سبھی سہاروں کے ٹوٹنے کی کتاب ہوگا
وفا میں ہارے ہوئے بچارو
عجیب رستے ہیں زندگی کے
عجیب بندھن ہیں دوستی کے
کبھی دلیل بہار ہیں یہ
کبھی یہ صدیوں کی جستجو کو
بس ایک ساعت میں خاک و خوں میں ڈبو کے
ہم سے سوال پوچھیں کہ کون ہو تم
کہاں سے آئے ہو
اجنبی ہو
یہ کن خیالوں کے ہو گئے ہو
یہ کن سوالوں میں کھو گئے

اس سے پہلے کہ

اس سے پہلے کہ ان آنکھوں سے لہو گرنے لگے
تجھ کو لاحق ہو کسی سرد جزیرے کا سفر
میری آواز میں آجائے غریب الوطنی
آ کسی روز محبت کی اجازت کے سبب
اپنے خوابوں کی زمینوں کی ہوا کو چھولیں

میری منتظر رہنا

جواں ہے چاند بھی اور خوشبوؤں کا موسم ہے
ستم شعار ہیں اب دوریوں کے یہ بندھن
دل و نگاہ سے آگے بھی ایک دنیا ہے
ہمیں تو روح کی گہرائی میں اترنا ہے
چلو کہ جسم کی دہلیز پار کر لیں ہم
سمے کی بے رخی تو ہر کسی نے دیکھی ہے
لہو کی شورشوں کا اب یہی تقاضا ہے
متاعِ زندگی میں لمحے جو میسر ہیں
تمہاری زلف پریشاں کو میں سنواروں گا
تمہیں میں اوڑھ لوں گا تم بھی مجھ کو پہنو گی
خیال و خواب میں اک یاد ہم سجائیں گے
مہکتی روشنی میں میری منتظر رہنا

اگر تم پاس رہتے تو

محبت کے سوالوں کو حوالے مل گئے ہوتے
"جہاں پھولوں کو کھلنا تھا وہیں پر کھل گئے ہوتے"
مرے ایمان کی تکمیل بھی آسان ہو جاتی
فراریت مجھے بے سمت رستوں پر نہ بھٹکاتی
ضرورت مجھ کو بے آواز چہروں سے نہ ملواتی
ہزاروں صورتوں میں یوں کبھی تجسیم نہ ہوتا
اگر تم پاس رہتے تو
میں یوں تقسیم نہ ہوتا

○

وہ میرا مسئلہ حل کر گیا ہے
طبیعت اور بوجھل کر گیا ہے
میں جیسے اور ادھورا ہوگیا ہوں
مجھے وہ یوں مکمل کر گیا ہے

☆KINNAIRD

سنہری گلابی دسمبر کی کھلتی ہوئی دھوپ جیسی
محبت بھری لڑکیاں
یہ نہیں جانتیں کہ محبت کی قسمت میں تاریکیاں ہیں
وہ تاریکیاں جن میں اپنے خدوخال
ہاتھوں سے بھی ناں پڑھے جاسکیں
زندگی کے تصور سے مہکی ہوئی لڑکیو!
جان لو کہ تمہارا سفر ایسے ساگر کی جانب ہے
جس کی ہواؤں کی جنت تو کچھ دن ہے
اور پھر
اندھیرا اگلتی ہوئی ایک گہرائی ہے
جس میں ساری صدائیں سماعت سے محروم مرجائیں گی

جو ہزاروں محبت بھری داستانوں کا انجام ہے
لڑکیو! تم بدن کے سوالوں کی شدت سے بہکی ہوئی ہو
جوابوں کی دھرتی کا ظالم سفر تو
تسلی کے جوتے پہن کر بھی
تم سے نہ طے ہو سکے گا
سنہری گلابی دسمبر کی کھلتی ہوئی دھوپ جیسی
محبت بھری لڑکیاں یہ نہیں جانتیں کہ
محبت کی قسمت میں تاریکیاں ہیں

☆ لاہور کا ایک کالج

وہ کہتی ہے

وہ کہتی ہے
محبت کو اناٹومائیز☆ کر دینا نہیں اچھا
تمہارے لفظ پورے ہیں
مگر پھر بھی ادھورے ہیں
کسی خاموش شب
میرے فلک پہ آ کے
اپنے ہونے کی روشن گواہی دو
محبت روح ہوتی ہے سمجھتے ہو
بدن سے روح کی ہمسائیگی کو بھی سمجھ جاؤ
محبت کی اجازت لے کے سے اک روز آ جاؤ
بدن سے روح کا گھر پوچھتے ہیں

☆ Anatomise

LINTOTT☆ میں

دیکھا جو میں نے غور سے
باہر کنار شام تک
سورج نے ہاتھ باندھ کر
مجھ کو سلام کہہ دیا
پھر اک سریلی بات نے
سردی میں گرم ہاتھ نے
مجھ کو ذرا ہلا دیا
سورج کا غم بھلا دیا

☆ Lintott (مری کا ایک ریستوران)

کلاس آخری تھی

کلاس آخری تھی
گلابی قمیص اور سفیدی سے رنگ کے دوپٹے میں ملبوس
دیوار کے سائے سائے
مرے پاس ہی وہ کھڑی تھی
عجب سی گھڑی تھی
وہ لکچر میں گم تھی
میں لکچر سے ہٹ کر اسے دیکھنے لگ گیا تھا
وہ جونہی مجھے دیکھتی
میں نظر کو جھکاتا قلم کو گھماتا
مگر کچھ نہ لکھتا
کہ لکھنے کو کیا تھا

سنی اور سنائی ہوئی ساری باتیں
پریشان تھا اس کو کیسے بتاؤں
کہ وہ ساری بے معنی باتیں
مرے اس کے باہم جو ہوتی رہی ہیں
کلاس اور کالج کے لانوں میں بیٹھے
اب اک لمحہ جاں گسل میں سمٹ کر
مرے خون میں دوڑنے لگ گئی ہیں
کلاس آخری تھی
گزرتے سمے کو میں محسوس ایسے کئے جا رہا تھا
کہ جیسے مری سانسیں مجھ سے جدا ہو رہی تھیں
سفیدی سے رنگ کا وہ کاغذ مجھے یاد ہے
جس پہ میں نے گلابی سیاہی کے دل سے
محبت کی پہلی دعا نقش کر کے اسے بھیج دی تھی

○

مجھے فریب نہ ملتا اگر ستاروں سے
میں آسمان کے آنگن میں گھر بنا لیتا

شوق پرواز تو آواز کو دکھ دیتا ہے

شام سے آگے سوالوں کے دھندلکے سے پرے
شب کے آنگن میں ترے وصل کا جلتا ممکن
میں نے سوچا تو ہے لیکن مرے آغاز پسند
شوق پرواز تو آواز کو دکھ دیتا ہے
وصل کی کوکھ سے بس ہجر جنم لیتا ہے

ماتم ☆

تم وہ تو نہیں ہو
وہ تو مر چکی ہے
تم نے کسی کے ساتھ مل کر
اس کو مار ڈالا ہے

☆ نثری نظم

○

اس کو شہر سے دور بلایا کرتے تھے
ہم بھی اپنا پیار چھپایا کرتے تھے

رو رو کر جب آنکھیں دکھنے لگتی تھیں
اک دوجے کو خوب ہنسایا کرتے تھے

لمحہ لمحہ درد میں جلتے رہتے تھے
صورت صورت آس لگایا کرتے تھے

تنہائی میں دل کی سوچ زمینوں پر
ہم یادوں کے شہر بسایا کرتے تھے

باہر خوش رہنا اپنی عادت تھی
گھر میں جا کر نیر بہلایا کرتے تھے

خواب سمندر

کہاں تھی تم
مجھے جب تیرے ہونے کی ضرورت تھی
میں اپنی مرضی سے اپنے بدن کا
کوئی بھی حصہ ہلانے سے بھی قاصر تھا
اماوس کی وہ تنہا رات
جب خوابوں کے آنگن میں کوئی تصویر لہرائی
جسے خونی تبسم نے بھیانک روپ بخشا تھا
میں کہنہ مشق ہاتھوں میں کسی کٹھ پتلی کی صورت
تماشا بن گیا تھا
اور خیالستان کی پریاں بھی تھک کر سو گئی تھیں تب
کہاں تھی تم
کہاں تھی تم
مری دنیا میں سورج جب کبھی مشرق کبھی مغرب میں ڈھلتا تھا
مری باتیں کسی منطق سے عاری تھیں
تمنا تشنگی کے راستوں سے دور رہتی تھی
مری چوکھٹ پہ امیدوں کا رقص ناتواں

حیرانیوں کی اک فضا میں
آخری سانسوں میں تھا
مرے آنگن میں ڈھولک کی سریلی تھاپ
دھیرے دھیرے موسیقی سے عاری ہوتی جاتی تھی
میں اپنی حیثیت سے بڑھ کے
آوازوں کے پیچھے دوڑنے پھرنے کا قائل تھا
مسافت ناچتی تھی اور منزل ڈگمگاتی تھی
کہاں تھی تم
اجالے کے پرندے کو
محبت کے پروں کی جب ضرورت تھی
مرے خوابوں کی اندازوں کی حالت بھی
بگڑنے کے مراحل سے گزر کر جب
سمے کی بھول میں گم تھی
کہاں تھی تم
اب آئی ہو تو بیٹھو تم
مجھے اب بھی تمہارے ریتلے جسم اور باتوں کی ضرورت ہے
مجھے تھامو۔۔۔ مجھے چھو لو
سنو!!! مجھ کو نظر آؤ
کہاں ہو تم۔۔۔
کہاں ہو تم۔۔۔

○

سلگتے چاند کی تنہائیوں میں زندہ ہوں
میں اپنے درد کی پنہائیوں میں زندہ ہوں

کسی کی نیند میں مہکا ہوں خواب کی صورت
کسی کے جسم کی انگڑائیوں میں زندہ ہوں

دھنک خیال کی لفظوں کا ریشمی بستر
میں تیرے ہجر کی رعنائیوں میں زندہ ہوں

یہ لوگ تازہ رفاقت میں سانس لیتے ہیں
میں اپنی ذات کی تنہائیوں میں زندہ ہوں

کشش فرار کی انسان کا مقدر ہے
پرائے خواب کی پرچھائیوں میں زندہ ہوں

آگے بھاگے جا رہی ہے میرے فردا کی لکیر

ہچکیاں لیتی ہوئی یہ رات کی تنہائیاں
آنکھ ہے خاموش میری دھڑکنیں بیزار ہیں
حسرتیں لپٹی ہوئی ہیں روزن دیوار سے
جگمگاتی روشنی میں آئینہ خاموش ہے
سسکیاں لیتی ہوئی تحریر کی تصویر میں
رہ گزار آرزوئے شوق بھی اب سو گئی
ماند پڑتا جا رہا ہے حوصلے کا چاند بھی
آگے بھاگے جا رہی ہے میرے فردا کی لکیر

○

اکثر اتنا سوچ کے ہم ڈر جاتے ہیں
کتنے پاگل سڑکوں پر مر جاتے ہیں

خواب ہے تیرا بدن

بھولی بھٹکی زندگی میں جلتی بجھتی روشنی میں
میرے من کی بے خودی میں میرے تن کی بے بسی میں
بارشوں کے موسموں میں پانیوں کی شورشوں میں
خواب ہے تیرا بدن
خواب ہے تیرا بدن
چاندنی کے پیرہن میں' گلستاں کے بانکپن میں
تتلیوں کے جھرمٹوں میں' طائروں کی انجمن میں
موسموں کی بے رخی میں آتی جاتی ہر خوشی میں
خواب ہے تیرا بدن
خواب ہے تیرا بدن
ظلمتوں کی ساعتوں میں' زندگی کی الجھنوں میں
مشکلوں کے پربتوں پر' آرزو کے ساحلوں پر

میری تنہا خواب گہ میں' میرے دل کی ہر صدا میں

خواب ہے تیرا بدن

خواب ہے تیرا بدن

صبح تازہ میں نہیں ہے' شام صحرا میں نہیں ہے

دکھ کے عالم میں نہیں ہے' سکھ کے دامن میں نہیں ہے

فصل گل کی گفتگو میں' میری ساری جستجو میں

خواب ہے تیرا بدن

خواب ہے تیرا بدن

○

سوال دل کا مجسم جواب ہو جائے
میں اس کو چھونے لگوں تو وہ خواب ہو جائے
ستارہ بن کے کبھی کہکشاؤں میں چمکے
کبھی زمین پہ اترے گلاب ہو جائے

MURREE

دکھوں نے چاٹ لیا جب بھی میری ہمت کو
سمے کی بے رخی نے جب بھی سوگوار کیا
تعلقات میں جب بھی دراڑ پڑنے لگی
سسکتی زندگی کا حوصلہ بڑھانے کو
میں تیری پھیلتی بانہوں میں یوں سمٹ آیا
کہ جیسے پیاس کا مارا ہوا کوئی بچہ
لپٹ کے ماں سے ضرورت کا درد رونے لگے
تمہاری آنکھ میں امید کا جہان بخیر
یونہی مہکتی رہیں تیری پیار کی گلیاں
قدم قدم پہ ملیں تذکرے وفاؤں کے
فضا میں رقص کریں بادلوں کی تصویریں
شجر شجر پہ بنیں آشیاں ہواؤں کے
بدن پہ اوڑھ کر اپنی وفا کی ناکامی
سجا کے بالوں میں ٹوٹے ہوئے یقین کی راکھ
میں اپنے ذہن میں پھر حسن بونے آیا ہوں
تمہارے سینے پہ سر رکھ کے رونے آیا ہوں

○

تعلقات ہر کسی سے اس طرح بڑھے ہوئے
تمہارے میرے درمیان فاصلے پڑے ہوئے
مری کے مال روڈ پر پرانے موسموں کی یاد
ہوا کے سرد دانت میرے جسم میں گڑے ہوئے

یاد

شبنمی سی رات تھی
چاند بھی جوان تھا
برف کے پہاڑ پر
چھوٹا سا مکان تھا
میں تھا میری یاد تھی ——
اگلی رت کی بات تھی
شبنمی سی رات تھی
چاند بھی جوان تھا
برف کے پہاڑ پر
چھوٹا سا مکان تھا
وہ بھی میرے ساتھ تھی

ایک واقعہ

تاروں کا آنچل تھا پتلی کمر
بانہوں میں گاگر تھی بہی نظر
میں نے جو دیکھا تو شرما گئی
ہاتھوں کو آنکھوں پہ رکھنے لگی
گاگر بھٹک کے زمیں پر گری
پایل نے مجھ سے کوئی بات کی
چڑیا نے آنچل سے جھانکا مجھے
چوڑی بھی ہاتھوں کی بولی تھی "چھن"

خلش

اگر مرا انتظار کرتی
وہ شام شام وصال بنتی
وہ شب شب اختیار بنتی
میں ساری مشکل کا حل سمیٹے
تمہاری بستی میں آ گیا تھا

○

وہ جو دریا کے پار رہتی ہے
میری آنکھوں سے روز بہتی ہے

دریچہ

کمال صبح وصال دیکھو
کہ کیسی خوشبو بکھر رہی تھی
فضا بھی ساری نکھر رہی تھی
بس ایسے لگتا تھا جیسے اپنی نڈھال قسمت سنور رہی تھی
تمہاری باتیں ہماری باتیں ہزار رنگوں میں ڈھل رہی تھیں
ہماری آنکھوں میں مضطرب ایک جستجو نے قرار دیکھا
محبتوں کا حصار دیکھا
زمین دل کے چہار جانب جو ایک مہکی سی روشنی تھی
مری نگاہوں سے اس پرے تک
اس ایک کونے سے دوسرے تک
کچھ اس طرح سے جمی ہوئی تھی
کہ ایک سیڑھی بنی ہوئی تھی

جو بخششیں سی اتر رہی تھیں
وہ میرے امکان کے کناروں کو چھو رہی تھیں
سراغ منزل کو پا کے ایسے بہک گیا تھا
کہ شوخ آنچل ڈھلک گیا تھا
وہ رقص جسموں کے ہو رہے تھے
کہ عکس آنکھوں میں بو رہے تھے
تمہارے بے باک قہقہوں سے
مہکتی وادی میں دور تک
ایک بے حجابی سی ہو گئی تھی
ہوا گلابی سی ہو گئی تھی

○

جب بھی ملتا ہے اپنی کہتا ہے
میری باتیں کہاں وہ سنتا ہے

شہر والو اسے نہ جانے دو
اس سے میرا سراغ ملتا ہے

پیار اس کو بھی ہوگیا ہوگا
وہ کتابوں میں پھول رکھتا ہے

لوگ باتیں بنا رہے ہیں کیوں
وہ تو گھر سے نہیں نکلتا ہے

چند لمحوں کو زندگی دے کر
پھر وہ صدیوں کے بعد ملتا ہے

رات بھی گھور کر سلاتی ہے
دن بھی باتیں سنا کے ڈھلتا ہے

اس کا چہرہ گلاب کیوں نہ ہو
وہ تو میرے لہو پہ پلتا ہے

تری آنکھوں میں دھوکہ ہے

مجھے دیکھو کہ میں بھی تو
تمہارے واسطے کتنے حوادث میں سے گزرا ہوں
کمال ضبط سے کتنے مصائب میں نے جھیلے ہیں
مرے اجڑے ہوئے چہرے کو کتنے رنگ بھولے ہیں
مری آنکھوں نے اگر رزم پیار میں کتنے ستم دیکھے
تمہیں پھولوں کا بستر دے کے خود کانٹوں پہ سویا ہوں
مرے ظاہر میں باطن کے سبھی غم تم نے دیکھے ہیں
اکٹھے ہم نے منزل کے سہانے خواب دیکھے ہیں
مرے پاؤں میں زنجیریں تھیں پھر بھی میرے ہونٹوں پر
تمہارے ہی ترانے تھے
میں حیراں ہوں!
تمہارے پاس دینے کو مجھے کوئی نہیں الزام
پھر بھی یہ ترا چہرہ یقیں سے آج خالی ہے
تری باتوں میں بے زاری مجسم ہے
تبھی تو میں نے روکا ہے
تری آنکھوں میں جھانکا ہے
تری آنکھوں میں دھوکا ہے

ماتم☆

چھوڑ گئی ہو نہ تم بھی
تم بھی لوٹ کر نہیں آؤ گی
وہ بھی لوٹ کر نہیں آئی تھی

☆ نثری

دو شعر

ہر ایک دائرہ اک دائرے پہ منتج ہے
کوئی بتائے کہ ایسے سفر کا کیا ہوگا
سبھی سراب میری آرزو نے دیکھے ہیں
ترے جمال پہ ٹھہری نظر کا کیا ہوگا

OH! GIRL

تم مرے پانیوں کا سفر کرنے والی
وہ پہلی صدا ہو
جسے میں نے اپنے
ہزاروں برس پہلے کھوئے کناروں کی دریافت کا
دکھ دیا ہے

مگر تم نے

ابھی تو داستاں کو خال و خد ملنے تھے
ہاتھوں کو نئی رت نے ہرے گجرے سجانے تھے
شکستہ روح کو تعبیر کا اعجاز ملنا تھا
ابھی افسوس کی آنکھوں نے اپنے ہاتھ ملنے تھے
ابھی تو فاصلے کے چاند کی مہکی زمینوں سے
ہوائیں چلنے کا موسم بھی آنا تھا
ابھی لہروں کی آوازوں پہ ساحل پر
ہوا کا رقص ہونا تھا
ابھی فصل ضرورت میں خبر کے پھول کھلنے تھے
ابھی دل کی سماعت نے خوشی کا شور سننا تھا
محبت نے نئے رستوں پہ چلنا تھا
ابھی جسموں کی نیلاہٹ گلابی آگ بننا تھی

ابھی حرف محبت نے مری تصویر کی صورت
تری آنکھوں کے رستے سے زمین دل پہ بہنا تھا
تجھے سیراب کرنا تھا
ابھی رنگ دعا نے رحمتوں کا رخ بدلنا تھا
ابھی شاید کی آوازوں سے میری آنکھ روشن تھی
ابھی منظر سے موسم کا کوئی بھی رابطہ کب تھا
مگر تم نے
مگر تم نے

○

تمہارے جیسا ہوتا جا رہا ہوں
میں اپنی شکل کھوتا جا رہا ہوں

ایک یاد

تمہاری نیم رخ آنکھوں کا پھیلتا سایہ
مرے بدن سے مری روح تک چلا آیا
چراغ جل رہے تھے اور ہم اکیلے تھے
تمام رات ہم اک دوسرے سے کھیلے تھے

"موت جدائی گاتی ہے"

شہر میں کتنی گلیاں ہیں اور گلیوں میں دروازے
درازوں کے اندر جینے مرنے کی آوازیں ——
آوازوں کے بیچ میں رشتوں ناطوں کی زنجیریں
ہنستی گاتی روتی مرتی خواہش کی تصویریں
وقت گزرتا جاتا ہے اور موت جدائی گاتی ہے
ایک کہانی مرتی ہے اور ایک شروع ہو جاتی ہے

○

ہم کو معلوم ہے جو ہونا ہے
عمر بھر ایک پل کو رونا ہے

میرے کمرے میں جب آنا

اپنی ہتھیلی پر بیتا ہر لمحہ
آنکھوں میں ہر زخمی موسم
چہرے پر محرومی کے سب صحرا لے کر آنا
جھریوں میں بے وارث لمحوں کی قبریں ہوں
پلکوں کے ہینگر پر اپنی رسوائی کا بوجھ
اور ہونٹوں پر ٹوٹی چاہت کی تصویر کی پپڑی
گزرے دنوں کی زرد نشانی لے کر آنا
پیاسے سفر کی تنہا راتیں
درد لٹاتی تیز ہوائیں
سوچ کے پھول جلاتی دھوپ صدائیں
خوابوں جیسے لوگوں کے بے سمت دلاسے
سب کچھ لے کر آنا
میرے کمرے میں جب آنا
مجھ کو ساری رات جگانا

○

تیز ہوا کے جھونکے ہیں اور کومل کومل پھول
جانے کتنے دن کے مہماں ہیں یہ بے کل پھول

دو پل کھل کے اتراتے ہیں اپنی قسمت پر
خاک میں ملنے سے انجان ہیں کتنے پاگل پھول

میں نے اپنی عمر میں دیکھے طرح طرح کے پھول
ہنستے گاتے شرم سے کھلتے غم سے گھائل پھول

میرے دل پر کتنے طوفاں بیتے تھے اس روز
آندھی کے در پر آیا تھا جب اک سائل پھول

اس سے پہلے کہ

اس سے پہلے کہ اداسی کا سفر ہو دائم
سانس ہو جائے جدائی کی ہوا سے نیلا
جسم کے چاند کو لگ جائے گہن لمحوں کا
دھوپ کی بارشیں کھا جائیں بدن سائے کا
خواب کے عکس میں آجائے دھواں حسرت کا
خامشی روح کے ہر تار کو مردہ کر دے
تیری مجبور نظر وقت کے سناٹے میں
ڈھونڈ لے اپنی محبت کے مقدر کی صلیب
آ کسی روز بہاروں کی برہنہ رت میں
غم کی تصویر کو رنگوں کا کنارا دے دیں

○

کسی نے کاٹ دیا اک درخت جنگل سے
پھر اس کے بعد بہت دیر تک ہوا نہ چلی

کنواری دستکیں اور رات کا خموش سفر

کنواری دستکیں اور رات کا خموش سفر
جب اپنے آپ سے باہر نکل کے دیکھا اسے
زمین عشق کا ہر دائرہ سوالی تھا

○

کنار شام سورج مر رہا ہے
پرندہ رات سے پھر ڈر رہا ہے

دھوئیں کے ہاتھ میں تلوار ہے اور
مری آواز کا رخ کر رہا ہے

نگاہیں روشنی کی منتظر ہیں
کوئی دیوار کو در کر رہا ہے

ضرورت آ رہی ہے رقص کرنے
اندھیرا روشنی سے ڈر رہا ہے

مری آوارگی کے معجزے ہیں
زمانہ میری باتیں کر رہا ہے

جسے میں لمحہ لمحہ جوڑتا ہوں
وہی تقسیم مجھ کو کر رہا ہے

اک مسافر ہوں

میری تصویر کتابوں میں چھپا کر رکھنا
اپنی باتوں میں مری بات کو شامل رکھنا
یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ لوگ تمہیں یہ کہہ دیں
"چند لمحوں میں کسی شخص کا ہونا کیسا
وہ تو اک خواب تھا خوابوں سے محبت کیسی
تم تو پاگل ہو سرابوں سے تمنا کیسی
اب کسی اور کے احساس کی سج دھج بن کر
تم کسی اور کے آنگن میں بسیرا کرلو"
تم بدلنا نہیں موسم کے بدل جانے سے
اپنے جلووں کو مرے پیار کے قابل رکھنا
بعد مدت کے سہی لوٹ کے آؤں گا میں
اک مسافر ہوں سر شام چلا جاؤں گا

○

بارش گونگی اور بہری ہے
پیاس سمندر سے گہری ہے

ایک لڑکی نے

ایک مجبور تعلق سے گریزاں ہو کر
ایک لڑکی نے
میری آواز سے بیمار سماعت بھرلی
میری غزلوں مری نظموں سے محبت کرلی۔

یہ میرا دوش نہیں

قلم کی نوک پر اب تک لہو کے قطرے ہیں
خبر کے ہاتھ پر لکھا ہوا ہے صبر ابھی
سمجھے کی آنکھ میں اب تک سفر کی الجھن ہے
بکھرتا ہوں میں کبھی اور کبھی سنورتا ہوں
نہ ٹوٹتا ہوں مکمل نہ پورا جڑتا ہوں
میں درمیان سے آگے جو بڑھ نہیں پایا
یہ میرا دوش نہیں راستوں کی سازش ہے
کسی بھی سمت چلے اب ہوا یہ ثابت ہے
ابھی دکھوں کو میری زندگی کی حاجت ہے

○

سوال ہو گئے تھے گم جواب جاگنے لگے
کسی بڑے گناہ کے ثواب جاگنے لگے
تمہاری سمت دیکھ کر جو دیکھا آس پاس کو
مری نظر میں دور تک گلاب جاگنے لگے

ایک بیمار رات کا منظر

شہر سے دور ایک رستہ تھا
سامنے جھیل کا کنارا تھا
آگے جنگل کی سرسراہٹ تھی
منجمد یاد کا بدن ٹوٹا
چند آنسو ہوا میں لہرائے

○

وہ میرے صبر کا جب امتحان لے لیں گے
سمے کی دھند نے منظر بدل دیا ہوگا

خودکشی سے پہلے

صدا کی نبض رک گئی
نظر خبر سے جھک گئی
کھلونے ٹوٹنے لگے ——
سوال خواب بن گئے
دعائیں برف ہو گئیں
فلک کو آگ لگ گئی
زمین کے بدن پہ میل جم گیا
قلم بھی غم سے تھم گیا
خزاں رسیدہ شام ہے
کہ ممکنات کے اداس ساحلوں پہ
خودکشی کا رقص ہے
کوئی کنار وقت پر کھڑا صدائیں دے رہا ہے
وقت کی نگہ میں تیری نارسائی ثبت تھی
ہواؤں نے سمے کی داشتاؤں نے
تمہارے خواب چھین کر
کسی کا گھر سجا دیا

○

شہر سورج کا ظلم سہتے رہے
برف گرتی رہی پہاڑوں پہ

میں اس کو قتل کرنا چاہتا ہوں

وہ جو اک گمشدہ موجود ہے
جس کو تلاشے جا رہا ہوں میں
جو میرا خواب لے کر
مجھ کو صدیوں کے تعاقب کے کسی کرب مسلسل میں
بھگوتا جا رہا ہے
کہاں ہے وہ
میں اس کو قتل کرنا چاہتا ہوں
وہ تتلی ہے کہ شعلہ ہے
وہ بادل ہے کہ جگنو ہے
وہ جو کچھ بھی ہے
میرا شور سنتا ہے
مری نظروں میں آتا ہے

کبھی گھرے کسی غم میں
کبھی مہکی ہوئی دلگیر آہٹ میں
مجھے شکوہ ہے
اس نے مستقل تحقیق میں بے حال کرکے مجھ کو لوٹا ہے
وہ جب تک ہے
مجھے یونہی تڑپنا ہے
مجھے خود سے بھی لڑنا ہے
کسی چہرے پہ پھیلی مسکراہٹ کو
عجب انداز سے محسوس کرنا ہے
بڑے بیزار لفظوں کو
حوالے کی لڑی میں بھی پرونا ہے
وہ نغمہ جو سنا جاتا نہیں
وہ چہرہ جو چھوا جاتا نہیں
وہ ملتا ہے مگر وہ بچ نکلتا ہے
بڑی ہی بے دلی سے سوچتا ہوں میں کہ اگلی بار
لیکن ہر دفعہ دھوکے میں رہتا ہوں
وہ اگلی بار کب آئے گی جب میں جیت جاؤں گا
محبت کی اجازت کے کسی لمحے میں
اس کو قتل کر دوں گا

پھر بہار آئی

رنگتیں اڑی سی ہیں
حوصلے بجھے سے ہیں
آنکھ میری پرنم ہے
جلتی بجھتی خواہش ہے
واقعے کے پیچھے بھی
واقعہ مجسم ہے
ڈوبتے چراغوں کی
سانس ٹوٹ جاتی ہے
بھول ہے تمہاری یہ
ایک وقت آئے گا
تم مجھے بھلا دو گے
اپنی لغزشوں کا میں
اعتراف کرتا ہوں
پیار کرنے والے تو
فاصلے نہیں رکھتے
سرکشی نہیں اچھی
لوٹ کر چلے آؤ
پھر بہار آئی ہے

مجھے کیوں یاد کرتی ہوں

یہ لوگوں سے سنا ہے کہ مجھے تم یاد کرتی ہو
مجھے کیوں یاد کرتی ہو
تمہیں پہلی ملاقاتوں میں میں نے یہ بتایا تھا
کہ میں تو اک عجب رستے کا راہی ہوں
میں ہجر و وصل کے سارے فسانے بھول بیٹھا ہوں
کسی تازہ کہانی کا کوئی کردار بننے سے بھی خائف ہوں
ترے چہرے پہ پہلی مسکراہٹ جو مری خاطر تھی
جب سے میں نے دیکھی ہے
تمہیں ملنے میں او لڑکی بڑا محتاط رہتا ہوں
تمہارے رونے دھونے سے زمانے کو بتانے سے
مرے اندر کبھی کوئی محبت جاگ ناں پائی
تمہیں میں آج بتلا دوں

کہ میں تو ایک قیدی ہوں کسی مردہ کہانی کا
جو برسوں پہلے میں نے اور تیرے جیسی اک لڑکی نے لکھی تھی
تمہیں دینے کی خاطر اب جو میرے پاس کچھ ہوتا
تمہاری بات کا مجھ پر بھی کچھ نہ کچھ اثر ہوتا
مگر لڑکی مرے یہ ہاتھ خالی ہیں
مری نظریں بھی روکھی ہیں
مجھے تم یاد ناں کرنا
جواں لمحوں کو اپنے یوں کبھی برباد نہ کرنا
مجھے تم یاد ناں کرنا
مجھے تم یاد نہ کرنا
مجھے کیوں یاد کرتی ہو؟